رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۲۹۶ — ہر انگریزی … تاریخ کو قادیان دارالامان سے نکلتا ہے — رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۲۹۶

فاروق

قادیان

ایڈیٹر میر قاسم علی احمدی

جلد ۱۴ | قادیان مورخہ ۷ مارچ ۱۹۳۰ء مطابق ۶ شوال ۱۳۴۸ھ | نمبر ۴۵

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سلسلہ کی خبریں

(۱) حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ بفضلہ تعالیٰ بخیریت ہیں۔ کسی قدر کھانسی کی شکایت ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اس کو بھی دور کرے۔ آمین ٭

(۲) دارالامان میں عید الفطر ۲ مارچ کو بروز اتوار ہوئی۔ اور قرب و جوار کے احباب دوگانہ عید الفطر کے لئے دارالامان تشریف لائے۔ بیرون شہر قدیمی عیدگاہ میں نماز ادا ہوئی۔ حضور نے نہایت پُر معارف خطبہ فرمایا الحمد للہ

> ناظرین فاروق کو قبل از عید بھی مبارکباد دیگئی ہے۔ اب بعد از عید بھی مبارکباد عرض ہے ٭ (مینیجر فاروق)

(۳) یکم مارچ سے قادیان بٹالہ ریلوے کے اوقات تبدیل ہونے سے ڈاک دن میں ایک دفعہ جاتی اور دو دفعہ آتی ہے اور اوقات تبدیل شدہ تکلیف دہ ہیں ٭

(۴) مشتاق پال مرتد جالندھری کے جس نے عیسائیوں کو دھوکہ دیا ہے اور بپتسمہ لیا ہے عنقریب مفصل حالات فاروق میں شائع کئے جائینگے۔ ناظرین لاہور کا پال انتظار کرے ٭

زمیندار کی ہرزہ سرائی

زمیندار سلسلہ عالیہ احمدیہ کے متعلق فکاہات میں ہمیشہ اپنی بدباطنی کا ثبوت دیتا رہتا ہے۔ ۲۳ فروری کے سنڈے ایڈیشن میں نقاش خفاش نے ایک داستان بے سروپا بالزامات ناروا چھاپ دی ہے۔ جو ہمارے سلسلہ کے نامور فاضل سید محمد اسحٰق صاحب مولوی فاضل ناظر ضیافت پروفیسر جامعہ احمدیہ کے متعلق ہے۔ خود وہ بیان جو شائع ہوا ہے۔ اس میں ایسی شہادات موجود ہیں۔ کہ یہ سراسر کذب و افترا ثابت ہوتی ہے۔ میر صاحب مکرم پگڑی باندھنے کے عادی نہیں۔ اور یہ مفتری لکھتا ہے۔ کہ آپ نے منشی عبدالکریم کے پاؤں پر پگڑی رکھ دی۔ اور پھر کسی عصمت مآب کی عفت کے متعلق بکواس کی ہے۔ جو دو منزلہ مکان میں رہتی ہے۔ حالانکہ اس نواح میں کسی دو منزلہ مکان میں ایسی خاتون کا نام و نشان نہیں۔ پھر جو فقرات اس خاتون کی طرف منسوب کئے ہیں۔ وہ باعتبار زبان کے ایسے ہیں کسی خاتون کی زبان قلم سے نہیں نکل سکتے۔ اگر زمیندار کے کذاب ابن کذاب راوی کے پاس کوئی رقعہ ہے۔ تو عکس شائع کرے تا سیاہ روئے شود ہر کہ در وغش باشد ٭

ان نابکار لوگوں کو یقین ہے۔ کہ ہماری غیر شریفانہ اور کمینہ حرکات پر بوجہ انتہا شرافت کے یہ لوگ (احمدی) نوٹس نہیں لیں گے۔ جو جی میں آئے بک دیتے ہیں۔ اور جعلی تحریریں بنا بنا کر آئے دن شائع کرتے رہتے ہیں۔

(عکاس)

الوداع اے ماہ رمضاں الوداع

ہے پریشانی میں دل۔ اور رنج غم میں جان ہے
کیوں نہ ہو ایسا کہ وقتِ رخصت رمضان ہے
یوں تو ہیں بارہ مہینے سال ہجری کے مگر
سال بھر کے جسم میں رمضاں ہی اسکی جان ہے
اس مہینہ میں ہؤا نازل تھا فرقان مجید
شھر رمضان الذی مذکور فی القرآن ہے
کیسے برکت کے تھے دن اور کیسی رحمت کی شبیں
اب تلک آنکھوں کے آگے اُنکی اک اک آن ہے
اب کہاں ہم کو میسر وہ خوشی افطار کی
جبکہ افطاری نہ ہو بے لطف دسترخوان ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

گلدستہ اخبارات

—— مسٹر کیر بکار سیشن جج جلگاؤں کی عدالت میں مسٹر سداشو۔ مسٹر رگھوناتھ۔ مسٹر ننکا بکار۔ مسٹر بھگوانداس اور مسٹر تلسی داس حکومت برطانیہ کیخلاف مادہ ہائے آتشگیر کے ذریعہ انقلاب برپا کرنے کی سازش کے جرم میں مقدمہ چل رہا ہے۔ ۱۲ر فروری کے دن استغاثہ کی جانب سے چند شہادتیں پیش ہونے والی تھیں۔ انہی گواہوں میں ایک جے گوپال بھی تھا جو اس سے پہلے مقدمہ سازش لاہور میں اپنا اقبالی بیان دے چکا ہے۔ متذکرہ مقدمہ میں بھی وہ بطور سلطانی گواہ کے پیش ہو رہا ہے۔ دو دفعہ پہلے بھی عدالت ماتحت میں وہ شہادت دے چکا ہے۔ جے گوپال مذکور خان بہادر شیخ عبدالعزیز اور خفیہ پولیس کے چند دیگر حکام کی معیت میں ۲۰ر فروری کی شام کو عازم جلگاؤں ہوا۔ مقدمہ ۲۱ر فروری کو پیش ہونے والا تھا۔ اور کمرہ عدالت میں ملزمین کے ملاقاتی اور دیگر اصحاب بکثرت تھے جب ملزموں کو عدالت میں لایا گیا۔ تو ان کے دوست اور رشتہ دار ان سے ملے۔ ساڑھے دس بجے کے قریب مقدمہ کی کارروائی شروع ہوئی ۔

اس موقعہ پر خان بہادر شیخ عبدالعزیز ڈی۔ پی۔ ڈی سپرنٹنڈنٹ سپیشل پولیس قلعہ لاہور کمرہ عدالت سے باہر احاطہ میں چند حکام سے مصروف گفتگو تھے۔

پونے گیارہ بجے کے قریب سلطانی گواہ جے گوپال کو نانک چند سب انسپکٹر اپنے ساتھ لے کر کمرہ عدالت میں داخل ہوا۔ اسی وقت ملزموں میں سے کسی نے اس پر فائر کیا۔ گولی اس کے بازو پر خراش لگاتی ہوئی نکل گئی۔ ایک اور فائر ہوا۔ جس کی گولی نانک چند سب انسپکٹر کی جیب پر لگی۔ اور اس کی ران پر معمولی سی خراش آئی۔ البتہ اس کی جیب میں ایک جراب پڑی تھی۔ گولی سے اس میں سوراخ ہو گیا۔ اسی وقت تمام افسر کمرہ عدالت میں پہنچ گئے ۔

جب ملزم دو فائر کر[illegible] اور اسکی کلائی پکڑ لی۔ اور اس [illegible] لیا۔ اس ملزم کا نام بھگوان[illegible] میں شائع ہوئی ہے۔ اس کے [illegible] ہیں۔ مثلاً یہ واقعہ غلط ہے۔ کہ گولی [illegible] گئی۔ اور یہ بات بھی غلط ہے۔ کہ ملزم [illegible] تو پہلے ہی زیر حراست تھا۔ اس کا بھاگنا بالکل ناممکن تھا ۔

پہلی اطلاع

فاروق کا سال ۳۱ر مارچ سنہ ۱۹۳۰ء کو ختم ہو کر اپریل سے نیا سال شروع ہوگا۔ جن خریداران نے سال سنہ ۳۰ء کا چندہ نہیں ادا کیا۔ ان سب کے نام ۲۸ر مارچ سنہ ۱۹۳۰ء کا فاروق اپریل سنہ ۳۰ء سے لیکر ۳۱ر مارچ سنہ ۱۹۳۱ء تک کیلئے سالانہ چندہ کا بذریعہ وی پی بھیجا جائیگا۔ جن سے ششماہی وصول کیا جاتا ہے ان کے نام ششماہی کا وی پی ہوگا۔ اسلئے جن خریداروں کو اس وقت وی پی لینے سے کوئی امر مانع ہو۔ وہ بذریعہ کارڈ ۲۸ر مارچ سنہ ۳۰ء سے پہلے پہلے دفتر فاروق میں اطلاع دیدیں۔ کہ کب ان کے نام وی پی ارسال کیا جائے۔ اور جو احباب آئندہ فاروق کا ساتھ چھوڑنا چاہتے ہیں وہ بھی اطلاع دیدیں۔ جنکی کوئی اطلاع نہ موصول ہوگی۔ ان سب کے نام وی پی بھیجدیا جائیگا۔ پھر اگر وصول نہ کیا۔ تو یہ ان کا اخلاقی جرم ہوگا ۔

(مینیجر فاروق)

—— امرتسر ۲۳ر فروری۔ گذشتہ شب خالصہ کالج میں ایک بم پھینکا گیا۔ جس سے بی۔ اے کا ایک طالبعلم بری طرح مجروح ہوا۔ اور گیارہ دیگر طلبہ بھی مجروح ہوئے۔ پٹیالہ بلاک کی مشرقی جانب کے قریب میدان میں ایک سالانہ جلسہ پرتاب سنگھ کے زیر صدارت منعقد ہو رہا تھا۔ سردار بہادر رشن سنگھ پرنسپل وہاں موجود تھے۔ جب پیشہ ور قوالوں کا گانا ہو رہا تھا۔ تو دس بجے کے قریب بجلی بجھ گئی۔ پرنسپل تحقیق حال کے لئے اپنی کرسی سے اٹھا ہی تھا۔ کہ یکایک بم کے پھٹنے کی آواز آئی۔ اور زخمی لڑکے چیخنے چلانے لگے۔ خوف و ہراس پھیل گیا۔ اور طلباء مختلف سمتوں کو بھاگ گئے۔ جب بجلی کی روشنی بحال کی گئی۔ تو پرنسپل نے پولیس کو اطلاع دی۔ اور چند ہی منٹوں میں سردار بہادر سر سندر سنگھ مجیٹھیہ۔ ڈاکٹر سوہن سنگھ اور دیگر اصحاب موقع پر پہنچ گئے۔ پولیس نے تفتیش شروع کر دی ہے۔ پرتاب سنگھ جس کی ٹانگ پر شدید زخم آیا ہے۔ سر سندر سنگھ مجیٹھیہ خود سول ہسپتال لے کر گئے۔ کرنیل سوڈی نے ٹانگ کاٹ کر عمل جراحی کیا۔ جو آدھی رات کے وقت سول ہسپتال میں انتقال کر گیا ۔

—— لاہور ۲۴ر فروری۔ چڑیا گھر میں ایک سکھ اپنے ۱½ سالہ بچے کو نئے شیروں کے پنجرے کے سامنے لئے کھڑا تھا۔ اس نے بچے کو پنجرے کے اس قدر نزدیک کر دیا۔ کہ شیر بچے پر جھپٹا۔ اور اس کی آدھی ٹانگ منہ میں دبوچ لی۔ قریب تھا۔ کہ وہ ٹانگ کو کھا جاتا۔ لیکن لوگوں نے پتھروں اور لکڑیوں سے مار مار کر اُسے ٹانگ چھوڑنے پر مجبور کر دیا۔ لڑکے کی ٹانگ بری طرح زخمی ہوئی ۔

—— فرانسیسی ماہر ڈاکٹر وارونوف نے اندور کے ایک کروڑپتی سرسروپ چند حکم چند پر عمل جراحی کر کے اس کے جسم میں بندر کے غدود داخل کئے ہیں۔ سر موصوف نے اس کے صلہ میں ڈاکٹر صاحب کو ۱۴ ہزار پونڈ ادا کیا ہے۔ اس سے پہلے کسی شخص نے اس قدر فیس ادا نہیں کی ۔

—— نیو دہلی ۲۲ر فروری۔ آج صبح جب بیل گاڑی کالکا اسٹیشن پر پہنچی۔ تو زنانہ انٹر کلاس کے پاخانہ سے ایک نوجوان لڑکی جس کی عمر تقریباً ۱۵ سال تھی کی لاش برآمد ہوئی۔ بظاہر اُسے گلا گھونٹ کر مارا گیا۔ اس سے کوئی ٹکٹ برآمد نہیں۔ اور کمرے میں سامان بھی کوئی نہ تھا۔

—— (قسطنطنیہ ۲۴ر فروری) کنگ امان اللہ خاں آف افغانستان آج یہاں تشریف لائے۔ آپ کمال پاشا سے ملاقات کرنے انگورا جا رہے ہیں ۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فاروق

قادیان دار الامان مورخہ ۷ مارچ ۱۹۳۰ء

کلام الامام

(از حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

مسیح موعود کا دعویٰ نبوت

آج ہم ناظرین فاروق کی واقفیت اور ازدیاد ایمان کے لئے ایک ایسا زبردست ثبوت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت کا پیش کرتے ہیں۔ جو مبایعین اور غیر مبایعین کے درمیان حضرت اقدسؑ کے دعویٰ نبوت کے متعلق فیصلہ کن ہے۔ اور یہ وہ گرامی نامہ ہے۔ جو حضرت مسیح موعودؑ نے دوران قیام لاہور میں اپنے وصال سے تین دن قبل اس افتراء کی تردید میں رقم فرمایا تھا۔ جو اخبار عام مورخہ ۲۳ مئی ۱۹۰۸ء میں شائع ہوا تھا۔ کہ مرزا صاحبؑ نے کسی جلسۂ دعوت میں دعویٰ نبوت سے انکار کر دیا ہے۔ اس الزام اور افتراء کو ملاحظہ فرماتے ہی حضورؑ نے فوراً اسی دن ایڈیٹر اخبار عام کے نام ایک خط اپنے دست مبارک سے رقم فرما کر بغرض اشاعت بھیجدیا۔ جس کو ایڈیٹر نے روزانہ اخبار عام مورخہ ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کے صفحہ ۷ پر "تقدس مآب میرزائے قادیانی کا خط" کے عنوان سے شائع کر دیا تھا۔ خدا کے فضل سے خاکسار ایڈیٹر فاروق نے اخبار عام کا یہ پرچہ بہت مشکل سے بہم پہنچا کر اپنے پاس رکھا تھا۔ جو آج کام آیا۔ یہ پرچہ بالکل نایاب ہے۔ میرا ارادہ ہے۔ کہ اس کی نقلیں طبع کرا کر شائع کروں

بہر [illegible] قابل توجہ فقرات [illegible] (ایڈیٹر)

"تقدس مآب [illegible] کا خط"

(حضرت [illegible] ام)

پرچہ اخبار [illegible] کے پہلے کالم کی دوسری سطر میں میری نسبت [illegible] ہے۔ کہ گویا میں نے جلسۂ دعوت میں نبوت سے [illegible] کر دیا۔ اس کے جواب میں واضح ہو۔ کہ اس جلسہ میں میں نے صرف یہ تقریر کی تھی۔ کہ میں اپنی تالیفات کے ذریعہ سے لوگوں کو اطلاع دیتا رہا ہوں اور اب بھی ظاہر کرتا ہوں۔ کہ یہ الزام جو میرے ذمہ لگایا جاتا ہے۔ کہ گویا میں ایسی نبوت کا دعویٰ کرتا ہوں جس سے مجھے اسلام سے کچھ تعلق باقی نہیں رہتا۔ اور جس کے یہ معنی ہیں۔ کہ میں مستقل طور پر اپنے تئیں ایسا نبی سمجھتا ہوں۔ کہ قرآن شریف کی پیروی کی کچھ حاجت نہیں رکھتا اور اپنا علیحدہ کلمہ اور علیحدہ قبلہ بناتا ہوں اور شریعت اسلام کو منسوخ کی طرح قرار دیتا ہوں۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اقتدار اور متابعت سے باہر جاتا ہوں۔ یہ الزام صحیح نہیں ہے۔ بلکہ ایسا دعویٰ نبوت کا میرے نزدیک کفر ہے۔ اور نہ آج سے بلکہ اپنی ہر ایک کتاب میں ہمیشہ میں یہی لکھتا آیا ہوں۔ کہ اس قسم کی نبوت کا مجھے کوئی دعویٰ نہیں۔ اور یہ سراسر میرے پر تہمت ہے۔ اور جس بناء پر میں اپنے تئیں نبی کہلاتا ہوں۔ وہ صرف اس قدر ہے۔ کہ میں خدا تعالےٰ کی ہمکلامی سے مشرف ہوں۔ اور وہ میرے ساتھ بکثرت بولتا اور کلام کرتا ہے۔ اور میری باتوں کا جواب دیتا ہے۔ اور بہت سی غیب کی باتیں میرے پر ظاہر کرتا اور آئندہ زمانوں کے وہ راز میرے پر کھولتا ہے۔ کہ جب تک انسان کو اس کے ساتھ خصوصیت کا قرب نہ ہو۔ دوسرے پر وہ اسرار نہیں کھولتا۔ اور انہیں امور کی کثرت کی وجہ سے اس نے میرا نام نبی رکھا ہے۔ سو میں خدا کے حکم کے موافق نبی ہوں اور اگر میں اس سے انکار کروں۔ تو میرا گناہ ہوگا اور جس حالت میں خدا میرا نام نبی رکھتا ہے تو میں کیونکر اس سے انکار کر سکتا ہوں۔ میں اس پر قائم ہوں۔ اس وقت تک جو اس دنیا سے گذر جاؤں۔ مگر میں ان معنوں سے نبی نہیں ہوں۔ کہ گویا میں اسلام سے اپنے تئیں الگ کرتا ہوں۔ یا اسلام کا کوئی حکم منسوخ کرتا ہوں۔ میری گردن اس جوئے کے نیچے ہے۔ جو قرآن شریف نے پیش کیا۔ اور کسی کو مجال نہیں۔ کہ ایک نقطہ یا ایک شوشہ قرآن شریف کا منسوخ کر سکے۔ سو میں صرف اس وجہ سے نبی کہلاتا ہوں۔ کہ عربی اور عبرانی زبان میں نبی کے یہ معنے ہیں۔ کہ خدا سے الہام پا کر بکثرت پیشگوئی کرنے والا اور بغیر کثرت کے یہ معنی متحقق نہیں ہو سکتے۔ جیسا کہ صرف ایک پیسہ سے کوئی مالدار نہیں کہلا سکتا۔ سو خدا نے اپنے کلام کے ذریعہ سے بکثرت مجھے علم غیب عطا کیا ہے۔ اور ہزارہا نشان میرے ہاتھ پر ظاہر کئے ہیں۔ اور کر رہا ہے۔ میں خود ستائی سے نہیں۔ مگر خدا کے فضل اور اس کے وعدہ کی بناء پر کہتا ہوں۔ کہ اگر تمام دنیا ایک طرف ہو۔ اور ایک طرف صرف میں کھڑا کیا جاؤں۔ اور کوئی ایسا امر پیش کیا جائے۔ جس سے خدا کے بندے آزمائے جاتے ہیں۔ تو مجھے اس مقابلہ میں خدا غلبہ دے گا۔ اور ہر ایک پہلو کے مقابلہ میں خدا میرے ساتھ ہوگا۔ اور ہر ایک میدان میں وہ مجھے فتح دیگا۔ بس اسی بناء پر خدا نے میرا نام نبی رکھا ہے کہ اس زمانہ میں کثرت مکالمہ مخاطبہ اللہ اور کثرت اطلاع بر علوم غیب صرف مجھے ہی عطا کی گئی ہے۔ اور جس حالت میں عام طور پر لوگوں کو خوابیں بھی آتی ہیں۔ اور بعض کو الہام بھی ہوتا ہے۔ اور کسی قدر ملونی کے ساتھ علم غیب سے بھی اطلاع دی جاتی ہے۔ مگر وہ الہام مقدار میں نہایت قلیل ہوتا ہے۔ اور اخبار غیبیہ بھی اس میں نہایت کم ہوتی ہیں۔ اور باوجود کمی کے مشتبہ اور مکدر اور خیالات نفسانی سے آلودہ ہوتے ہیں۔ تو اس صورت میں عقل سلیم خود چاہتی ہے۔ کہ جس کی وحی اور علم غیبیہ اس کدورت اور نقصان سے پاک ہو۔ اس کو دوسرے معمولی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

انسانوں کے ساتھ نہ ملایا جائے۔ بلکہ اس کو کسی خاص نام کے ساتھ پکارا جائے۔ تاکہ اسی میں اور اس کی غیر میں امتیاز ہو۔ اس لئے مخفی مجھے امتیازی مرتبہ بخشنے کے لئے خدا نے میرا نام نبی رکھدیا اور یہ مجھے ایک عزت کا خطاب دیا گیا ہے۔ تاکہ ان میں اور مجھ میں فرق ہو جاوے۔ ان معنوں سے میں نبی بھی ہوں اور امتی بھی۔ تاکہ ہمارے سید و آقا کی وہ پیشگوئی پوری ہو۔ کہ آنے والا مسیح امتی بھی ہوگا اور نبی بھی ہوگا۔ ورنہ حضرت عیسیٰ جن کے دوبارہ آنے کے بارے میں ایک جھوٹی امید اور جھوٹی طمع لوگوں کو دامنگیر ہے۔ وہ امتی کیونکر بن سکتے ہیں۔ کیا آسمان سے اتر کر نئے سرے سے وہ مسلمان ہونگے۔ اور کیا اس وقت ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء نہیں رہیں گے۔ والسلام علی من اتبع الہدیٰ ؛

والراقم خاکسار منیجر ولی اللہ الصمد غلام احمد عفی اللہ عنہ

(۲۳ مئی ۱۹۰۸ء از شہر لاہور)

ایک معزز غیر مبائع کا نبوت مسیح موعود علیہ السلام پر ایمان لانا

تین چار دن سے قادیان میں قاضی سمیع اللہ صاحب اسسٹنٹ ڈائرکٹر آف ایگریکلچر سرگودھا ایک اپنے عزیز کی مزاج پرسی کے لئے جو کہ نور ہسپتال میں زیر علاج تھے۔ آئے ہوئے ہیں۔ اتفاق سے ۲۸ فروری کی شب کو خاکسار ایڈیٹر فاروق کے غریب خانہ پر میرے دوست نثار صاحب کے ہمراہ تشریف لائے۔ باتوں باتوں میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعویٰ نبوت پر گفتگو چل پڑی۔ قاضی صاحب نے فرمایا۔ کہ حضرت صاحب نے نبوت کا کوئی دعویٰ نہیں کیا۔ یہ ناحق ان کے ذمہ حضرت میاں صاحب (خلیفۃ المسیح) لگا رہے ہیں۔ میں نے اس پر بحث کو نہایت مختصر کر کے حضرت اقدس علیہ السلام کا مشہور مکتوب گرامی جو اخبار عام میں شائع ہوا تھا قاضی صاحب کے سامنے پیش کیا۔ تو آپ نے اپنے انکار نبوت کا یہ مطلب فرمایا۔ کہ حضرت مرزا صاحب نے مستقل نبی ہونے کا دعویٰ نہیں کیا [illegible] کا دعویٰ [illegible] ہمارا یعنی غیر [illegible] بارے میں بھی ایما[illegible] دعوے ہے۔ میں [illegible] ہو گیا۔ ہمارا بھی اسی نبوت پر ایما[illegible] اس مکتوب میں اعلان ہے۔ پھر ا[illegible] کہ اس مکتوب میں جس نبوت کا دعویٰ [illegible] نے کیا ہے۔ اس پر ہم کو ایمان ہے۔ قاضی صاحب نے فرمایا۔ کہ آپ (خاکسار ایڈیٹر کو) بھی لکھدیں۔ کہ میرا بھی اسی نبوت مسیح موعود پر ایمان ہے۔ میں نے لکھدیا۔ تو قاضی صاحب نے بھی اپنے دست خاص سے مندرجہ ذیل الفاظ میں نبوت مسیح محمدی کی تصدیق کر دی۔ اگر دیگر اہل پیغام کا بھی یہی ایمان ہے۔ تو پیغام صلح اس پر مہر لگا دے ورنہ قاضی صاحب تو حضرت مرزا صاحب کو نبی مان گئے اور یہ لکھکر دے گئے۔ کہ :-

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

اخبار عام مورخہ ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء میں جو تحریر حضرت مسیح موعود کی دربارہ اپنے دعوے کے شائع ہوئی ہے۔ بندہ کا اس پر ایمان ہے۔

فقط والسلام ؛

خاکسار بندہ

سمیع اللہ۔ محکمہ زراعت سرگودھا ۲۷-۲-۳۰

(بقیہ صفحہ ۶ کالم ۳)

دیوانے کہے اور کوئی نہیں کر سکتا۔ تو بھی تو سوچو کہ کیا دنیا بھر کے ملا ملانے اور مولوی۔ عیسائیوں کے چیدہ چیدہ پادری۔ آریوں کے بڑے بڑے پنڈت اور دوسرا اور تمام دنیا کے بڑے بڑے لوگ دیوانے ہوگئے ہیں۔ کہ مرزا صاحب کی جو آپ کے عقیدہ کے مطابق نعوذ باللہ مراقی اور پاگل تھے اس طرح مخالفت بلکہ تباہی و بربادی پر تلے ہوئے ہیں۔ یہ موزوں اور برجستہ جواب سن کر تمام کے تمام دم بخود ہوگئے ؛

امریکہ میں ہندوستانیوں [illegible]

ہندوستان کے ہندو پریس میں یہ خبر گشت لگا رہی ہے۔ کہ امریکہ کے چند معززین نے وزیر اعظم انگلستان کو سمندری تار دیا ہے۔ کہ خبردار ہندوستانیوں کی حریت پسندی کی آواز کو دبانے کی ہرگز کوشش نہ کرنا۔ ہندو پریس اس بات پر بہت خوشیاں منا رہا ہے۔ اب ان کے امریکہ سے بھی آزادی ہند کی تائید میں تاریں کھڑکنے لگی ہیں۔ اب ہماری آزادی میں کیا کسر باقی رہ گئی ہے۔ ہر شہر کے ٹاؤن ہال پر قومی کانگریسی جھنڈا کھڑا کر دیا جائے۔ اور جو حاکم ہماری آزادی کو تسلیم نہ کرے۔ اس کے سامنے ستیاگرہ کی نمائش نہایت زوردار طریقے سے کی جاوے۔ اور اس طرح آہستہ آہستہ خود ہی بھارت ماتا بدیشیوں کے قدموں سے پاک ہو جائیگی آزادی یا غیر آزادی یا کس طرح کی حکومت ہو۔ یا نہ ہو۔ اس سے بحث کرنا اس وقت ہمارا مقصد نہیں ہم صرف امریکن خیر خواہان ہند کے متعلق اتنا عرض کر دینا ضروری جانتے ہیں۔ کہ اگر وہ ایسے ہی ہمارے بہی خواہ ہیں۔ تو بجائے اس کے کہ وہ لنڈن کو تاریں بھیجنے کے اخراجات برداشت کرنے کی تکلیف اٹھائیں ہم ان سے یہ درخواست کرینگے۔ کہ مہربانی کر کے پہلے اپنے حریت پسند اور مساوات انسانی کے دلدادہ ملک میں تو غریب ہندوستانیوں کے حقوق کی حفاظت کریں کس قدر غضب اور حیرت کا مقام ہے۔ کہ ارمنی۔ یونانی۔ فلسطینی۔ مصری۔ روسی۔ ایرانی۔ غرض ہر ملک کا باشندہ بآسانی ملک امریکہ میں داخل ہو سکتا ہے۔ اور وہ نوکری یا تجارت یا کام چاہے کر سکتا ہے مگر کوئی ہندوستانی یا ہندوستان سے متعلق کسی ملک کا باشندہ امریکہ میں داخل نہیں ہو سکتا۔ نہ وہاں نوکری کر سکتا ہے۔ نہ وہ تجارت کر سکتا ہے۔ اور نہ اس ملک کا باشندہ بن سکتا ہے۔ یہ ظلم ہندوستانیوں کے ساتھ کیوں۔ کس گناہ کے جرم میں اہل ہند کو ماموں سام نے یہ سزا دی ہے۔ کہ وہ ان کے ملک میں داخل نہ ہو کوئی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

[ب]ہ اپنے ملک کی روایات اور مذہب کے
حیثیت سے زندگی بسر کرتا ہو ۔ امریکہ میں داخل
نہیں ہوسکتا ۔ ہاں کوئی راجہ مہاراجہ ہو ۔ جس سے امید
ہے ۔ کہ ملک میں داخل ہو کر لاکھوں روپیہ ملک امریکہ
کے تجار اور ہوٹل والوں کو دے آئے گا ۔ تو اس سے
کوئی نہیں پوچھتا ۔ کہ مہاراجہ صاحب کی کتنی رانیاں ہیں ؟
اگر امریکہ کے دانا اپنے ملک میں اہل ہند کو حقوق مساوات
انسانی نہیں دلا سکتے ۔ تو وزیر اعظم برطانیہ کو تار دینے
اور حلوائی کی دوکان پر دادجان کا فاتحہ پڑھوانے سے
کیا حاصل ۔ اگر ان میں کچھ بھی صداقت ہے ۔ اور فی الواقع
وہ اہل ہند کے خیر خواہ ہیں ۔ تو چاہیئے ۔ کہ سب سے اوّل
اپنے ملک میں پراپیگنڈا کریں ۔ اور یہ قانون پاس کرائیں ۔
کہ امریکہ میں اہل ہند کے وہی حقوق ہوں گے ۔ جو دوسرے
ممالک کے لوگوں کے ہیں ۔ (ایک واقف کار)

مشاہدات عراق

(از ڈاکٹر ملک محمد رمضان صاحب نائیگیریا)

تمہید

کچھ عرصہ ہوا ۔ مجھے عراق جانا پڑا ۔ چونکہ یہ سفر
بعض کوائف کے لحاظ سے ایک سیاح اور
احمدی مشنری کے نقطۂ نظر سے اہم ہے ۔ اور ممکن ہے ۔
(اگر اللہ تعالےٰ چاہے) کہ تاریخ احمدیت میں ایک نئے باب
کے اضافہ کا موجب ہو ۔ اس لئے میں نے مناسب سمجھا ۔ کہ
اس کے مشاہدات کو باقساط شائع کرادوں ۔ وما توفیقی
الا باللہ ۔

لاہور سے بمبئی تک کا سفر

لاہور سے بمبئی جاتا ہوا میں راستہ میں
کچھ دیر کے لئے آگرہ اتر گیا تا شاہان
مغلیہ کی شان و شوکت کے بجھے ہوئے
چراغ اور ان مقابر کو جن میں اس خاندان کے
فرمانروا خاموشی کی نیند سو رہے ہیں دیکھوں ۔ خاص کر
شاہنشاہ شاہجہان کی وہ شہرۂ آفاق "محبت کی یادگار"
جو پتھر میں نظم عشق کی داستان ہے یعنی روضۂ تاج محل ۔
میں ایک ٹم ٹم میں سوار ہو کر تاج محل کی طرف ہو لیا جوں

جو لی ...) آنکھوں کے
سلسلہ ... لات کا
آماجگاہ ... کہانی آپ
واحد میں ... اس تصویر
الفت کے پاس ... موتی لگائے
لیکن تصویری ... خوبصورتی اور
عظمت اس ... ہوئی ۔ کہیں بھی
اسکی مانند ... کے سامنے کھڑا ہو گیا ۔
اس وقت برخلاف ... تصویر کی تعبیریں دو" کے
"ایک ہی تعبیر کی تصویریں دو" کا نقشہ ہو بہو نظر آتا تھا ۔
(خیر یہ تو عالم محسوسات ہے ۔ جو انسانی قلب سے تعلق
رکھتا ہے) میں دعا کر کے سیر میں مشغول ہو گیا ۔

کہتے ہیں کہ چودھویں کی رات کو تاج محل اپنے
سپید جسم اور ارد گرد کے سبزہ کے ساتھ ایک نہایت
دل لبھانے والا منظر اور پرستان کا نمونہ پیش کرتا ہے ۔

ایک مکان میں تاج محل کے مختلف نقشے اور
طرح طرح کے ماڈل دھرے ہیں ۔ جو اس زمانہ کے
انجینیرنگ آرٹ پر شاہد ناطق ہیں ۔

تاج محل سے کچھ فاصلہ پر ایک اور روضہ ہے
جو شاہ جہان کے کسی رشتہ دار (غالباً تاج محل بیگم
کے بھائی) اور سلطنت کے بڑے عہدہ دار کا ہے ۔ یہ
بھی اپنی خوبصورتی میں کافی شہرت رکھتا ہے ۔ لیکن
اس کی بعض دیواریں اور سقف بڑی بری طرح خراب
کی ہوئی ہیں ۔ وہاں کے لوگوں میں مشہور ہے ۔ کہ جب
سلطنت مغلیہ کو زوال آیا ۔ تو ارد گرد کے علاقہ کے
بعض سکھ سرداروں نے اس پر قبضہ کر کے اس کو
اصطبل بنا لیا ۔ یہ روایت درست ہو یا غلط لیکن اس
سے انکار نہیں کیا جا سکتا ۔ کہ کسی قوم کے پس ماندہ
آثار اس کی تہذیب کے مقدس نشان ہیں ۔ جو ہر طرح
سے احترام کے قابل ہیں ۔ محکمہ آثار قدیمہ اس لحاظ
سے بہت احسن خدمات سر انجام دے رہا ہے ۔
کہ جس نے از سر نو اس کی درستی کرادی ۔

آگرہ کا مسلمان نانبائی

سیر سے فارغ ہو کر میں
شہر میں داخل ہوا چونکہ
بھوک شدت کی لگ رہی تھی ۔ اس لئے یہی ضروری
خیال کیا ۔ کہ کھانا کھا کر سٹیشن پر جانا چاہیئے ۔ چنانچہ
جس بازار میں میں گیا ۔ اس کے دو ڈھائی دفعہ چکر
کاٹے کہ کہیں کسی مسلمان کی دوکان مل جائے ۔ لیکن
افسوس کہ کوئی کامیابی نہ ہوئی ۔ دریافت کرنے پر بھی
کچھ پتہ نہ چلا (ممکن ہے شہر کے کسی اور حصہ میں ایسی
دکانیں ہوں) آخرکار مایوس ہو کر سٹیشن کی راہ لی جب
آبادی ختم ہونے کو آئی ۔ تو اچانک میری نظر ایک شکستہ
جھونپڑی پر پڑی ۔ یہ دیکھ کر کہ اس میں مسلمان نانبائی
کی دکان ہے ۔ جان میں جان آگئی ۔ لیکن اسکی انتہائی
غلاظت اور کثیر التعداد مکھیوں کی بھنبھناہٹ نے
رہی سہی بھوک بھی اڑا دی ۔ دوکاندار نے مجھ سے
ایک کھاٹ پر بیٹھ جانے کو کہا ۔ میں تھکا ہوا تو تھا ہی
جھٹ بیٹھنے کی سی ۔ لیکن بیٹھتے ہی دھم سے زمین پر آرہا
کیونکہ کھاٹ کا ڈھیلا ڈھالا اور مدت کا بوسیدہ بان میرے
جیسے دبلے پتلے آدمی کی بھی کوئی مدد نہ کر سکا ۔ وہاں
سے خدا خدا کر کے اٹھا ۔ اور دوسری جگہ پر جا بیٹھا ۔
اتنے میں روٹی بھی آگئی ۔ جو دو تین چپاتی اور چنے
کی دال پر جو مرچوں کی وجہ سے ہمہ تن لال ہو رہی
تھی مشتمل تھی ۔ پیٹ تو بھرنا ہی تھا ۔ ناچار سی سی کرتے
ہوئے چند لقمے نگلے ۔ پیسے دیئے ۔ اور سٹیشن کو چلدیا ۔

زمانہ حال کا ایک مولوی

آگرہ چھوڑنے سے پہلے
ایک اہم شخصیت کا تذکرہ
خالی از دلچسپی نہ ہوگا ۔ آگرہ کو آتے ہوئے گاڑی میں ایک
ایسے صاحب سے ملاقات ہوئی ۔ جو اپنے آپ کو کسی بڑے
محکمہ کا لاٹ مولوی بتلاتے تھے ۔ آپ کی وضع قطع انکے
دعویٰ کی پوری پوری تصدیق کر رہی تھی ۔ پھر انہوں
نے سٹیشن پر پہنچتے ہی اپنے کروفر سے اسان کا کافی
ثبوت بہم پہنچا دیا ۔ میں نے گاڑی میں ان کو حضرت
مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آمد کا پیغام دیا ۔
احمدیت اور لاٹ مولویت آپس میں ضدین کی طرح
ٹکرائیں ۔

سٹیشن پر پہنچکر میں گاڑی میں سوار ہوا جو بندھیاچل
پہاڑ کی سرسبز وادیوں میں سے گذرتی ہوئی ایک ان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور دو رات میں وکٹوریا ٹرمینس پر لے آئی۔ اس سفر میں بھی مجھے کھانے کے متعلق اُسی طرح کی تکالیف سے دوچار ہونا پڑا۔ کیونکہ تمام راستہ میں سوائے پوری پکوڑی اور ہندو پانی کے کوئی دوسری آواز سنائی نہ دیتی تھی۔ اگر میرے پاس کچھ مٹھیاں نہ ہوتیں جن پر بسر اوقات کی۔ تو بمبئی پہنچتے پہنچتے کام تمام ہو جاتا خدا مسلمانوں کی حالت پر رحم کرے۔ (باقی آئندہ)

تفریحات

گذشتہ پرچہ میں لکھا گیا تھا۔ کہ ضلع مین پوری کے ایک مہاجن سے لڑکے کے متعلق آریہ سماجی اخبارات لکھ رہے ہیں۔ کہ وہ اپنے پچھلے جنم کے حالات بخوبی جانتا ہے۔ اس کے بعد خبر آئی ہے۔ کہ سرگودہا میں ایک کتا ہے جس میں یہ خوبی ہے۔ کہ جب وہاں کسی ہندو کی موت وقوع ہو جاتی ہے۔ تو وہ کتا اس کی میت کے ساتھ روتا چیختا چلا جاتا ہے۔ اور جب تنکا توڑنے کی رسم ادا کی جاتی ہے۔ تو وہ بھی تنکا توڑتا ہے۔ اور پھر جب لوگ واپس آتے ہیں۔ تو وہ بھی غمگین اور اداس صورت بنائے واپس آکر پھر کوچہ گردی میں مشغول ہو جاتا ہے۔ اور آریہ سماجیوں کا خیال ہے۔ کہ یہ بھی تناسخ کی صداقت کی ایک دلیل ہے اور معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ بھی اپنے پچھلے جنم کے حالات جانتا ہے۔

لیکن سوال یہ ہے۔ کہ اگر اس کا رونا دھونا واقعی اس بات کا ثبوت ہے۔ کہ وہ اپنے پچھلے جنم کے حالات سے واقف ہے۔ تو یہ بات بھی بتانی چاہیئے کہ وہ پچھلے جنم میں کون تھا۔ آخر اُسے سرگودھا کے ہر مرنے والے ہندو سے کیا رشتہ داری ہے۔ کہ موت کی خبر سنتے ہی آہ و زاری شروع کر دیتا ہے۔ کیا اس سے یہ سمجھا جائے۔ کہ سرگودہا کے تمام ہندوؤں سے

سے کوئی [illegible] تعجب ہیں ہو جا [illegible] او

پھر یہ [illegible] نہیں کرتے ہیں کیا خصوصیت [illegible] دنیا بھر کے دیگر مقامات پر بھی تو ہزاروں [illegible] ناک جھلتے پھرتے ہیں۔ وہ اپنے [illegible] مرنے پر کیوں سوگوار نہیں ہوتے۔ [illegible] اکثر بالکل نا [illegible]

کیا ہی عجیب بات ہے۔ کہ آریہ سماجی ایسی لایعنی باتوں کو بیان کرتے ہوئے اور پھر انہیں اپنے دھرم کی صداقت میں بطور دلیل پیش کرتے ہوئے ذرا بھی نہیں شرماتے۔ اور پھر لطف یہ ہے۔ کہ تمام دنیا کو ایسی بیہودگیوں میں مبتلا کرنے پر ادھار کھائے بیٹھے ہیں۔ بھلا دنیا میں ایسا سرپھرا کون ہوگا۔ جو خواہ مخواہ ایسی ذلت میں پھنس جائے۔ کہ اس کے مرنے کے بعد کتوں اور بلیوں سے اسکی رشتہ داری ثابت کیجائے

سوامی دیانند جی مہاراج اپنی شہرۂ آفاق تصنیف ستیارتھ پرکاش باب ۹ دفعہ ۳۲ میں یوں ارشاد فرماتے ہیں:۔

"کوئی شخص پچھلے اور اگلے جنم کے حالات کو جاننا چاہے تو جان بھی نہیں سکتا۔ کیونکہ روح کا علم اور وجود محدود ہے۔ یہ بات ایشور کے جاننے کی ہے نہ کہ روح کی"

پس اگر آریہ سماجی اخبارات کے بیان کردہ واقعات یعنی مہاجن کے بیٹے کا پچھلے جنم کی حالات سے واقف ہونا اور اس کُتے کا گذشتہ جون کی باتوں کو جاننا صحیح ہیں۔ اور آریہ سماجیوں کے نزدیک یہ تناسخ کی صداقت کا ثبوت ہیں۔ تو ہمیں اس سے کوئی بحث نہیں ہم انہیں تناسخ کی دلیل کے طور پر تسلیم کرنے کو تیار ہیں۔ بشرطیکہ آریہ سماجی اخبارات سوامی دیانند کی تکذیب اور تردید کھلے الفاظ کرنیکو تیار ہوں۔ کیونکہ سوامی جی لکھتے ہیں۔ کہ "یہ باتیں ایشور کے جاننے کی ہیں"

اسلئے اگر یہ مہاجنی بچہ اور سرگودہا کا کُتا ان [illegible] گئے ہیں۔ تو یہ بھی تسلیم کرنا ہی پڑیگا۔ کہ یہ دونوں [illegible] دیانند کے بتلائے ہوئے ایشور سے اگر بڑھکر نہیں۔ تو کم از کم اس کے ہم پلہ ضرور ہیں۔ کیا آریہ سماجی اس حقیقت کو تسلیم کرنے کے لئے تیار ہیں؟

بعض نادان آج کل حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر مراق وغیرہ کے الزام لگانے کے عادی ہیں۔ اور اسے مجنون اور دیوانہ کے معنوں میں استعمال کر کے حضور علیہ السلام کے دعویٰ کی اہمیت کو کم کرنیکی کوشش کرتے ہیں۔ حالانکہ وہ بیوقوف اتنا بھی نہیں سمجھتے۔ کہ دیوانوں اور مجانین کو بھی کوئی دانشمند قابلِ التفات سمجھا کرتا ہے۔

ہمارے ایک دوست نے سنایا۔ کہ میں بٹالہ میں ایک ہوٹل پر کھانا کھانے کی غرض سے گیا۔ وہاں چند جہلاء بیٹھے حضرت مسیح موعود کے متعلق ایسی ہی لایعنی باتوں میں مصروف تھے۔ اور نعوذ باللہ آپ پر یہی الزام عائد کر رہے تھے۔ یہ دوست بھی چپکے سے وہاں بیٹھ گئے۔ اور کھانا طلب کیا۔ جب سب لوگ خاموش ہو گئے۔ تو انہوں نے ان میں سے ایک کو مخاطب کر کے کہا۔ کہ امرتسر میں ایک گریجوایٹ نوجوان پاگل ہو گئے ہیں۔ اور بڑے بڑے دعوے کر رہے ہیں۔ سلطنت برطانیہ کو زیر و زبر کرنے کے خواب دیکھ رہے ہیں۔ اور اُن کا دعویٰ ہے۔ کہ میں کنگ جارج کی جگہ تخت انگلستان پر متمکن ہونگا۔ لوگوں میں انکی اس گستاخی سے بہت جوش پھیل رہا ہے۔ اور وہ انہیں تباہ و برباد کرنے کیلئے طرح طرح کی سازشیں اور منصوبے کر رہے ہیں۔ بڑی بڑی پارٹیاں بنائی جا رہی ہیں۔ اور اس دیوانے کو تباہ کرنیکی زبردست تیاریاں ہو رہی ہیں۔ اس بات کا سننا تھا۔ کہ ان میں سے ایک صاحب یوں بولے۔ کہ بھئی وہ نوجوان تو پاگل ہے کیا باقی لوگ بھی جو اسکی مخالفت پر اس طرح تُلے ہوئے ہیں دیوانے ہو گئے ہیں۔ کہ اس طرح اس کا مقابلہ کر رہے ہیں پاگل سے تو حض کر لیا تو سوائے پاگل کے اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ اس پر ہمارے دوست بولے۔ کہ بھائی جب تم تسلیم کرتے ہو۔ کہ پاگل کی مخالفت اور مقابلہ سوائے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہے۔ کہ جو کچھ کسی میں عیب ہو۔ اُس کو ظاہر کرنا بُرا نہیں۔ اُس کو اس عیب سے موسوم یا مخاطب کرنا مثلاً اندھے کو اندھا۔ کانے کو کانا۔ حرامی کو حرامی۔ بدمعاش کو بدمعاش کہنا اخلاقِ فاضلہ کے خلاف نہیں" (۷ر فروری)

ہیں افسوس ہے۔ کہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے اپنے اس بیان میں حق و راستی اور عدل و انصاف کا خون بہا دیا ہے۔ کیونکہ انہوں نے ایک ایسا امر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف منسوب کیا ہے۔ جس کے جھوٹا ہونے میں کسی دانا شخص کو ایک رائی کے برابر بھی شبہ نہیں ہو سکتا۔

مولوی ثناء اللہ کا فلسفۂ اخلاق

مگر مولوی ثناء اللہ صاحب بھی واقعی معذور ہیں۔ کیونکہ جھوٹ بولنا اور لوگوں کو دھوکا و فریب دینا خواہ اسلام اور قرآن کے نزدیک کتنا ہی ناجائز اور قابلِ مواخذہ فعل کیوں نہ ہو۔ مگر مولوی ثناء اللہ صاحب کے "فلسفۂ اخلاق" میں ایسے تمام ناجائز امور کا ارتکاب کرنے کے باوجود بھی انسان زمرۂ اتقیاء میں شمار ہو سکتا ہے چنانچہ ۳۱ر مئی ۱۹۰۳ء کو بمقدمہ کرم الدین عدالت گورداسپور میں انہوں نے حلفیہ بیان دیا تھا۔ کہ اگر کوئی شخص

"کسی جائز بدلہ لینے کی غرض سے دروغ دھوکا دغا۔ جعلسازی۔ بہتان۔ نفاق استعمال میں لائے۔ تو وہ کذاب نہیں ہوگا"

"زنا کرنے والا ایک قسم کا متقی ہے۔ قرآن کا حکم توڑنے والا بھی متقی ہو سکتا ہے" "دروغگو میں اگر اوصافِ شرعیہ ہیں۔ وہ ایک معنے میں متقی ہو سکتا ہے"

(نقل مصدقہ عدالت مورخہ ۲۹ر اپریل ۱۹۱۹ء)

غرض جس شخص کا "فلسفہ اخلاق" یہ ہو۔ کہ قرآنی احکام کو توڑنے والا۔ زنا کرنے والا۔ اور جھوٹ بولنے والا بھی خدا کے حضور ایک قسم کا متقی کہلا سکتا ہے۔ تو اگر ایسا شخص خدا سے بے خوف ہوتے ہوئے سراسر جھوٹ بول کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے فلسفۂ اخلاق

کو اس ... نظر میں مکروہ کر دکھا... کچھ زیادہ افسوس نہیں ہو... مگر یہ تو ایک ... بات ہے کہ حضرت مسیح مو... السلام نے کسی ایک جگہ بھی ایسی تعلیم نہیں ... کو کانا۔ اور اندھے کو اندھا بطور دل آزاری کے کہنا اخلاقِ فاضلہ کے خلاف نہیں۔ بلکہ آپؑ فرماتے ہیں:۔

حضرت مسیح موعودؑ کا فلسفہ اخلاق

"جاننا چاہیئے۔ کہ اخلاق دو قسم کے ہیں۔ اوّل وہ اخلاق جن کے ذریعہ سے انسان ترکِ شر پر قادر ہوتا ہے۔ دوسرے وہ اخلاق جن کے ذریعہ سے انسان ایصالِ خیر پر قادر ہوتا ہے۔ اور ترک شر کے مفہوم میں وہ اخلاق داخل ہیں۔ جن کے ذریعہ سے انسان کوشش کرتا ہے۔ کہ تا اپنی زبان یا اپنے ہاتھ یا اپنی آنکھ یا اپنے کسی اور عضو سے دوسرے کے مال یا عزّت یا جان کو نقصان نہ پہنچا سکے یا نقصان رسانی اور کسرِ شان کا ارادہ نہ کر سکے" (اسلامی اصول کی فلاسفی)

اس تحریر میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ترکِ شر کے ماتحت اُن تمام انسانی اخلاق کو جمع فرما دیا ہے۔ جن کے ذریعہ سے انسان کوشش کرتا ہے۔ کہ تا وہ اپنی زبان۔ یا اپنے ہاتھ یا اپنی آنکھ یا اپنے کسی اور عضو سے دوسرے کے مال عزّت یا اس کی جان کو نقصان نہ پہنچا سکے۔ اور یا نقصان رسانی اور کسرِ شان کا ارادہ نہ کر سکے۔

اب خُوب غور کر کے دیکھو۔ اندھے کو اندھا کانے کو کانا اور بدمعاش کو بدمعاش دل آزاری کے طور پر کہنا اس تقسیم کے لحاظ سے یقیناً بداخلاقی ہوگی کیونکہ وہ کہنے والا اپنی زبان سے دوسرے کو کانا اور اندھا کہکر اُس کی عزّت پر حملہ کریگا۔ اور اسے اندھا اور کانا کہکر اُس کی نقصان رسانی اور کسرِ شان کا ارادہ کریگا۔ اور یہ دونوں امور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس فلسفۂ اخلاق میں اخلاقِ فاضلہ سے باہر اور بداخلاقی کے کام ہیں۔

اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"وہ شخص جو اپنی صحت بدنی پر غرور کرتا ہے۔ یا اپنے حُسن یا جمال اور قوت اور طاقت پر نازاں ہے۔ اور اپنے بھائی کا ٹھٹھے اور استہزاء سے حقارت آمیز نام رکھتا ہے۔ اور اس کے بدنی عیوب لوگوں کو سناتا ہے۔ وہ بھی متکبر ہے۔ اور وہ اس خدا سے بے خبر ہے۔ کہ ایک دم میں اُس پر ایسے بدنی عیوب نازل کرے کہ اس بھائی سے اُس کو بدتر کر دے۔ اور وہ جسکی تحقیر کی گئی ہے۔ ایک مدّت دراز تک اُس کے قویٰ میں برکت دے۔ کہ وہ کم نہ ہوں۔ اور نہ باطل ہوں۔ کیونکہ وہ جو چاہتا ہے۔ کرتا ہے"

(نزول المسیح صفحہ ۲۴)

اس جگہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایسے ہر شخص کو جو اپنے حسن و جمال اور قوت و طاقت پر نازاں ہوکر دوسرے کا ٹھٹھے اور استہزاء سے حقارت آمیز نام رکھتا ہے۔ اور اس کے بدنی عیوب مثلاً اُس کا کانا یا اندھا ہونا لوگوں کو سناتا ہے۔ متکبرین میں شامل فرمایا ہے۔ اب کس قدر جائے تعجب ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام تو ایسے دل آزاری کا ارتکاب کرنے والے اشخاص کو زمرۂ متکبّرین میں شامل فرمائیں۔ مگر مولوی ثناء اللہ صاحب اپنی اخبار میں یہ شائع کردیں۔ کہ نعوذ باللہ حضرت مرزا صاحب کے نزدیک ایسا کہنا اخلاقِ فاضلہ کے خلاف نہیں ہے۔

ازالۂ اوہام کی تحریر کا مطلب

مولوی ثناء اللہ صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جس تحریر سے عوام الناس کو اس غلط فہمی میں مبتلا کرنا چاہا ہے۔ وہ ازالۂ اوہام کی ایک عبارت ہے۔ حضورؑ نے تحریر فرمایا ہے:۔

"بڑے دھوکا کی بات یہ ہے۔ کہ اکثر لوگ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دشنام دہی اور بیان واقعہ کو ایک ہی صورت میں سمجھ لیتے ہیں۔ اور ان دونوں مختلف مفہوموں میں فرق کرنا نہیں جانتے۔ بلکہ ایسی ہر ایک بات کو جو در اصل ایک واقعی امر کا اظہار ہو اور اپنے محل پر چسپاں ہو۔ محض اسکے کسی قدر مرارت کی وجہ سے جو حق گوئی کے لازم حال ہوا کرتی ہے۔ دشنام دہی تصور کر لیتے ہیں۔ حالانکہ دشنام اور سب اور شتم فقط اس مفہوم کا نام ہے۔ جو خلاف واقعہ اور دروغ کے طور پر محض آزار رسانی کی غرض سے استعمال کیا جائے“

اس تحریر سے مولوی ثناء اللہ صاحب نے یہ نتیجہ نکالا ہے۔ کہ جب حضرت مرزا صاحب کے نزدیک اظہار حقیقت اور بیانِ واقعہ بالکل جائز اور درست چیز ہے۔ تو گویا کانے کو کانا۔ اور اندھے کو اندھا کہنا اخلاقِ فاضلہ سے گری ہوئی بات نہیں ہوگی۔ کیونکہ ہم نے اُسے اندھا یا کانا کہکر ایک حقیقت کا اظہار کیا ہے۔ نہ کہ خلافِ واقعہ کوئی بات کہی۔

مگر اس تحریر میں ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک ایسی قید لگا دی ہے۔ جس پر غور کرنے سے صاف طور پر واضح ہو جاتا ہے۔ کہ ایسا نتیجہ نکالنا نہایت نادانی اور بے سمجھی کی دلیل ہے۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان الفاظ میں یہ قید لگائی ہے کہ صرف ایسی بات کہنی جائز ہوتی ہے۔ جو

”در اصل ایک واقعی امر کا اظہار ہو۔ اور اپنے محل پر چسپاں ہو“

اب ایک اندھے کو اندھا کہنا یا ایک کانے کو کانا کہنا اگرچہ ایک واقعی امر کا اظہار ہوتا ہے۔ مگر اسمیں کیا شبہ ہے۔ کہ اُسے اندھا یا کانا کہکر پکارنا در اصل خلافِ محل فعل ہے۔ کیونکہ اس طرح اُسے خطاب کرنے سے اس کی دل آزاری واقع ہوتی ہے اور اسلام دل آزاری کو کبھی بھی جائز قرار نہیں دیتا۔

پس جبکہ بلاوجہ ایک اندھے کو اندھا کہتے پھرنا سراسر خلاف محل فعل ہے۔ تو یقیناً ایسا فعل حضرت مسیح موعو[illegible] [illegible] مطابق نا موزون [illegible]

غرض ا[illegible] حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے [illegible] بیان کرنے کی جو زبردست شرط لگائی ہے۔ اس [illegible] کے اعتراضات کا دفعیہ ہو جاتا ہے۔ جو [illegible] ثناء اللہ صاحب نے اپنی نادانی سے ظاہر کئے ہیں ؛

ورنہ اپنے محل اور مقام پر کسی کانے کو کانا اور اندھے کو اندھا کہدیا جائے۔ تو یہ ہرگز بد اخلاقی نہیں ہوگی۔ مثلاً آج ہم ایک مضمون لکھیں اور اس میں تحریر کریں۔ کہ مہاراجہ رنجیت سنگھ صاحب یک چشم تھے۔ یا دلی کے بادشاہ شاہ عالم اندھے تھے۔ تو کوئی شخص بھی اسے بد اخلاقی قرار نہیں دیگا۔ یا اسی طرح ہم کہدیں۔ کہ زید نابینا ہے۔ تو یہ بھی اگر اپنے محل پر چسپاں ہے۔ تو اخلاق کے خلاف بات نہیں ہوگی۔ مگر یونہی دل آزاری کے طور پر اُسے موسوم کرتے پھرنا چونکہ خلافِ محل اور سراسر عبث فعل ہے۔ اس لئے اسلام اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس فلسفہ اخلاق کے ماتحت ایسا کہنا بالکل ناجائز امر ہوگا۔

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہٖ کا جواب

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے ایک دفعہ کسی شخص کے سوال پر نہایت خوب فرمایا تھا۔ کہ :-

”ایک سوال اس جگہ پر اٹھایا جا سکتا ہے وہ یہ کہ کیا ہر قسم کا اظہارِ حقیقت اخلاق فاضلہ کے مطابق ہوتا ہے۔ میں تسلیم کرتا ہوں۔ کہ ہر ایک موقع پر اظہار حقیقت اخلاقِ فاضلہ کے مطابق نہیں ہوتا۔ بلکہ بعض جگہ پر اظہار حقیقت بد اخلاقی ہے۔ ایک یک چشم کو یک چشم کہکر پکارنا گو اظہار حقیقت ہی ہوگا۔ کیونکہ وہ واقعہ میں یک چشم ہے۔ لیکن باوجود اس کے وہ بد اخلاقی ہوگی۔ ایک چور کو چور کہکر پکارنا بھی بدخلقی ہے۔ لیکن بعض ایسے موقع آتے ہیں۔ جن موقعوں پر اظہار حقیقت ضروری ہوتی ہے جیسے ایک مجسٹریٹ کے سامنے جب ایک چور پیش ہوتا ہے۔ اور تحقیقات کے بعد اُس کا جرم ثابت ہو جاتا ہے۔ اور وہ اس بات کا فیصلہ کرتا ہے۔ تو کیا آپ خیال کرتے ہیں۔ کہ اخلاق کی اتباع میں اُسے اپنے فیصلہ میں یوں لکھنا چاہیئے۔ کہ اے دیانتدار اور شریف الطبع آدمی۔ میں تجھے چھ ماہ کے لئے قید کرتا ہوں۔ یا یوں کہنا چاہیئے۔ کہ تم چور ہو۔ اور تمہاری چوری ثابت ہو گئی ہے۔ اور اس لئے میں تم کو چھ ماہ کی سزا دیتا ہوں۔ پس ہر جگہ پر کسی حقیقت کا بیان کرنا بد اخلاقی نہیں ہوتی“

(ریویو آف ریلیجنز اردو دسمبر ۱۹۲۵ء صفحہ)

غرض نہ تو ہر موقع پر اظہار حقیقت اخلاقِ فاضلہ کے مطابق ہوتا ہے۔ اور نہ ہی ہر قسم کا اظہارِ حقیقت بد اخلاقی کہلا سکتا ہے۔ بلکہ اگر اپنے محل پر چسپاں ہو۔ تب تو کوئی جائے اعتراض نہیں۔ لیکن اگر اپنے محل پر چسپاں نہیں ہے۔ بلکہ اس سے دل آزاری اور دوسرے پر تمسخر مقصود ہے۔ تو میں واضح کر چکا ہوں۔ کہ ایسا کہنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس فلسفۂ اخلاق کے ماتحت بالکل ناجائز فعل ہوگا ؛

پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اسی مندرجہ بالا تحریر میں جسے مولوی ثناء اللہ صاحب نے بطور اعتراض پیش کیا ہے۔ ایک ایسی شرط موجود ہے۔ جس پر غور کرنے سے واضح ہو سکتا ہے۔ کہ خلافِ محل محض آزار رسانی کے طور پر ہر کانے کو کانا اور ہر اندھے کو اندھا کہنا بالکل ناجائز امر ہے۔ البتہ اگر اپنے محل اور موقع پر ایسا کہا جائیگا جیسے مہاراجہ رنجیت سنگھ صاحب کے متعلق کوئی ایسی بات کہدی جائے۔ تو اس پر کوئی اعتراض واقعہ نہیں ہو سکتا ؛

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا عظیم الشان احسان

الغرضہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ فلسفۂ اخلاق ہر نقص و عیب سے بکلی پاک ہے۔ بلکہ سچ تو یہ ہے۔ کہ اس فلسفۂ اخلاق کے ماتحت حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دشنام دہی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پیغامی مشن

احمدیت اور پیغامیت پر تبصرہ

نمبر (۶۱)

مسئلہ نبوت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

اس مسئلہ کی نسبت قبل ازیں فریقین کی جانب سے تقریری و تحریری بحثیں ہوئیں۔ اور ان مباحث میں فریقین کی جانب سے اپنے مقاصد کا انتہا حضرت مسیح موعودؑ کی تحریروں پر ہی ٹھہرایا جاتا ہے۔ لیکن فریقین کے طرز عمل اور طریقۂ تبلیغ پر غور کرنے سے ایک صاحب عقل سلیم صحیح طور پر لامحالہ اسی نتیجہ پر پہنچتا ہے۔ کہ لاہوری جماعت افتراق پیدا کرنے کے بعد لفظ نبوت کو حضرت مسیح موعودؑ کی طرف منسوب کرنے . اسی طرح گریز کرتی ہے۔ جس طرح کوئی شخص ربقۂ اطاعت سے آزاد ہو کر مکرر دائرہ اطاعت میں داخل ہونے سے گریز کرتا ہے۔ ورآلا کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی۔ کہ لفظ نبی حضرت مسیح موعودؑ کی زندگی میں اور بعد ازاں زمانہ افتراق کے شروع تک حضرت امیر جماعت لاہوریہ کے مضامین میں اس قدر شدت سے روانی رکھتا نظر آتا ہو۔ کہ رسالہ کا شاذو نادر ہی ایسا نمبر نکلے۔ جو ایسے مضمون سے خالی ہو۔ اور بعد میں اس سے ایسا تنفر اختیار کر لیا جائے۔ کہ جونہی نبوت کا مسئلہ درپیش آیا۔ فوراً کانوں پر ہاتھ دھرتے ہوئے صریحاً حضرت مسیح موعودؑ کی نبوت سے جملتہً انکار کر دیا۔ جس کی وجہ عموماً یہ پیش کی جاتی ہے۔ کہ خواہ حضرت صاحبؑ کسی رنگ میں نبی ہی کیوں نہ ہوں۔ چونکہ یہ لفظ عوام الناس کے لئے موجب ابتلا ہے۔ اور عرف عام کی اصطلاح کو ملحوظ رکھتے ہوئے اس لفظ کو استعمال کرنا درست نہیں لیکن میں کہتا ہوں۔ کہ کیا اس احتمال کا خیال تب آیا۔ جب کہ حضرت مسیح موعودؑ اپنے درویشوں کو الوداع کہکر اب[illegible] نظام تب پیدا ہوا جب حـ[illegible] فاروقی آپؐ کی وفات سے [illegible]ت اس احتمال کا اندیشہ تو کـ[illegible]ف ریلیجنز ہر ایک تازہ اشاعت [illegible] مسیح موعودؑ کا چرچا کرتے رہے تھے [illegible] کوئی۔ تو بھی یہ ایک معقول عذر ہو سکتا تھا۔ [illegible]روع میں ایک ایسا مسئلہ جو حقیقتاً درست ہو لیکن عوام الناس کا مفہوم اس کے خلاف چلا آتا ہو۔ جب ظاہر ہوتا ہے۔ تو لازماً عوام الناس اس کو اپنے قدیمی راسخ عقیدہ کے خلاف سننا گوارا نہیں کرتے لیکن یہ مسئلہ تو حضرت اقدس کی زندگی میں شروع ہوا۔ اور پھر جماعت نے علانیہ اس کی تائید کی۔ لوگوں نے سنتے سنتے فتویٰ کفر کی ایک ضخیم کتاب بھی بنا لیا۔ پس اب اس احتمال کو پیش کرنے سے اپنے عندیہ کو مضبوط کرنے کی کوشش بے سود ہے۔ الغرض سابقہ تحریرات امیر جماعتُ لاہوریہ اور موجودہ اشاعت جماعت مذکور متعلق مسئلہ نبوت میں صریحاً بھاری تناقض ہے۔ جس کی تطبیق کے لئے اُن کی طرف سے کوئی معقول دلیل پیش نہیں ہو سکتی۔ یہی وجہ ہے۔ کہ بعض اوقات جناب مولانا امیر جماعت لاہوریہ سے یہ بھی سنا گیا۔ کہ اگر انہوں نے پہلے ایسا لکھا تو غلطی کی۔ پس اگر اُن کا یہ تناقض ان کا اپنا مسلمہ ہے۔ اور یہ ایسا ہی تناقض ہے۔ جیسا کہ ترجمہ قرآن بلامتن کی نسبت پیغام صلح سال ۱۳ء کا مضمون اور جماعت لاہوریہ کا موجودہ عمل کا تناقض۔ تو پھر ایسی جماعت پر کیا اعتماد باقی رہ جاتا ہے۔ اور اُن کا کیا حق ہے۔ کہ اپنے موجودہ عقائد پر صحت کا فتوےٰ دیں۔ کیا یہ احتمال نہیں۔ کہ یہ بھی بعد میں حالات زمانہ کو دیکھ کر نیا جامہ اختیار کر لیویں۔

حضرت مسیح موعودؑ کا اپنی نبوت کے متعلق ارشاد

غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ایک شخص کے لئے احمدی کہلاتے ہوئے حضرت صاحبؑ کو نبی ماننے اور اسی کی اشاعت کرنے کے بغیر چارہ نہیں۔ اور جو شخص حضرت اقدسؑ کی نبوت سے قطعاً انکار کرتا ہے۔ وہ صریحاً حضرت اقدسؑ کی تعلیم طرز عمل اور ہدایات کی خلاف ورزی کرتا ہے۔ اس امر کے لئے حضرت صاحبؑ کی عبارت ذیل کی طرف توجہ دلانا ضروری معلوم ہوتا ہے۔ جو ایک فیصلہ کُن ہے۔ اور اس میں کسی تاویل اور قیل و قال کی گنجائش نہیں۔ وہ عبارت یہ ہے:۔

"ہماری جماعت میں سے بعض صاحب جو ہمارے دعویٰ اور دلائل سے کم واقفیت رکھتے ہیں جن کو نہ بغور کتابیں دیکھنے کا اتفاق ہوا۔ اور نہ وہ ایک معقول مدت تک ہماری صحبت میں رہ کر اپنے معلومات کی تکمیل کر سکے۔ وہ بعض حالات میں مخالفین کے کسی اعتراض پر ایسا جواب دیتے ہیں۔ کہ جو سراسر واقعہ کے خلاف ہوتا ہے۔ اسلئے باوجود اہل حق ہونے کے انہیں ندامت اٹھانی پڑتی ہے چنانچہ چند روز ہوئے کہ ایک صاحب پر ایک مخالف کی طرف سے اعتراض پیش ہوا۔ کہ جس سے تم نے بیعت کی ہے۔ وہ نبی اور رسول ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔ اور اس کا جواب محض انکار کے الفاظ سے دیا گیا۔ حالانکہ ایسا جواب صحیح نہیں ہے۔ حق یہ ہے۔ کہ خدا تعالےٰ کی وہ پاک وحی جو میرے پر نازل ہوتی ہے۔ اس میں ایسے لفظ رسول اور مرسل اور نبی کے موجود ہیں۔ نہ ایک دفعہ بلکہ صدہا دفعہ۔ پھر کیونکر یہ جواب صحیح ہو سکتا ہے۔ کہ ایسے الفاظ موجود نہیں ہیں"

(ایک غلطی کا ازالہ شروع عبارت)

اس عبارت سے صاف صاف ثابت ہے۔ کہ کوئی مخالف حضرت اقدسؑ کی نبوت کے بارہ میں سوال کرے۔ تو ہمیں لازماً کہنا پڑے گا۔ کہ آپؑ نبی تھے۔ چنانچہ یہی عبارت تھی جس کے شائع ہونے کے بعد ممبران جماعت لاہوریہ نے بالاتفاق اخبار پیغام صلح میں جلی قلم کے ساتھ اعلان کیا۔ کہ ہم حضرت صاحبؑ کو نبی مانتے ہیں۔ اور اسی عبارت کا اثر تھا۔ کہ حضرت امیر جماعت لاہور نے رسالہ ریویو آف ریلیجنز میں اعتراف نبوت مسیح موعودؑ میں پے در پے مضامین شائع کیے۔ اور کماحقہٗ اس ارشاد کی تعمیل کی۔ لیکن آج اس سوال کے جواب کا رنگ کچھ اور نظر آ رہا ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور ہر ایک فرد جماعت لاہوریہ بذات خود اپنی جگہ مجتہد بنا ہوا ہے۔ تحریروں میں علی الاعلان قطعی طور پر نبوت سے انکار کر دیا جاتا ہے۔ اور اس غلطی پر جب متوجہ کیا جاتا ہے۔ تو حضرت اقدسؑ کی نبوت کو بمنزلہ محدثیت قرار دیکر اپنا پیچھا چھڑانے کی کوشش کرتے ہیں۔ انصاف سے بتایا جاوے۔ کہ جماعت لاہوریہ کے موجودہ رویہ پر حضرت اقدسؑ کی مذکورہ عبارت لفظ بلفظ صادق آتی ہے یا نہیں۔ یہاں میں ان سے یہ سوال کروں گا۔ کہ آیا ناویل نبوت بمنزلہ محدثیت اب یاد آئی۔ جب کہ حضرت اقدسؑ وخلیفۃ الاولؓ آپ کی نظروں سے غائب ہوئے یا پہلے بھی یہی عقیدہ رہا۔ اگر پہلے بھی یہی عقیدہ تھا۔ تو حضرت صاحبؑ کے ارشاد مذکور کے شائع ہونے پر کیوں کسی کو یہ جرأت نہ ہوئی۔ کہ وہ صاف کہہ دیتا۔ کہ حضور نبوت کا لفظ چونکہ لوگ پسند نہیں کرتے۔ اور آپ کی نبوت بمنزلہ محدثیت ہی ہے۔ اس لئے اب سوال ہونے پر اگر ہم آپ کو محدث ہی کہدیا کریں تو کیا مضائقہ ہے؟ مگر عبارت مذکورہ تو نبوۃ مسیح موعودؑ سے انکار کرنے والے کو صریحاً درستی پر قرار نہیں دیتی۔ پھر اسی رسالہ میں آگے چل کر محدثیت کی تردید بھی کیجاتی ہے۔ اور نبوت کے اعتراف و اقرار پر زور دیا جاتا ہے پس اس سوال سے قطع نظر کرتے ہوئے کہ آپؑ کی نبوت کیسی نبوت تھی۔ ایک احمدی کیلئے حضرت اقدسؑ کی نبوت کا مطلقاً اقرار کرنا لازمی اور مطابق ارشاد حضرت مسیح موعودؑ ہے۔ مثلاً تحریر مذکور کا اگر یہی مطلب ہوتا۔ کہ ظلی و بروزی نبوت مسیح موعودؑ بمنزلہ محدثیت ہے۔ تو پھر ایک شخص کے انکار از نبوت پر اس قدر سرزنش کی کوئی ضرورت نہ تھی۔

رہا یہ امر کہ عام مسلمانوں کو لفظ نبی کا سننا ناگوار معلوم ہوتا ہے یہ بھی غلط ہے۔ کیونکہ اگر غور کیا جاوے۔ تو ان کے لئے حضرت مسیح موعودؑ کا نبی ہونا ناگوار نہیں۔ بلکہ آپ کا دعویٰ مسیح موعودؑ ہونا ناگوار ہے۔ اور طبعاً ایسا ہی ہونا چاہیئے۔ کیونکہ آپؑ نے مسیح ناصریؑ کو جن کی انتظار عوام کو لگی ہوئی ہے۔ وفات شدہ قرار دیکر اُس کی بجائے اپنے آپ کو مسیح موعودؑ بتلایا ہے۔ پس یہ دعویٰ ان کے لئے ناگوار ہے۔

کہ وہ مسیح ناصریؑ [illegible] مثلاً نبوت کا سلسلہ [illegible] تمام ہے۔ جب حضرت [illegible] اور آنے والی مسیح [illegible] اور آنے والے مسیح کی نسبت [illegible] عقیدہ یہی ہے۔ کہ وہ نبی ہوگا۔ جس [illegible] بیانی کرتی ہیں۔ تو پھر عوام الناس کے [illegible] وار کیسے ہو سکتا ہے۔ جبکہ وہ مسیح آیندہ کو خود تسلیم کرتے ہیں۔ مسیح مانتے ہوئے نبی نہ ماننا تو مسلمہ عقیدہ اہل اسلام کے خلاف ہے۔ پس جب ہمارے عقائد کے رُو سے مسیح موعودؑ حضرت صاحبؑ ہیں۔ تو وہ نبی بھی ہوئے اس لئے لوگوں کے واسطے حضرت صاحبؑ کا مسیح موعودؑ ہونا ناگوار ہوا۔ نہ کہ نبی ہونا۔

آنحضرتؐ کا آخری خلیفہ نبی ہے۔

علاوہ ازیں حضرت مسیح موعودؑ کا دعویٰ مسیحیت اور مثیل مسیح ناصریؑ سلسلتین (سلسلہ موسوی و سلسلہ محمدی) کی مشابہت تام کو ظاہر کرتا ہے۔ اور اس مشابہت کی خاطر بھی حضرت صاحبؑ کو نبی ماننے کے بغیر چارہ نہیں۔ کیونکہ کمال مشابہت کی خاطر حضرت صاحبؑ کا نبی ہونا ضروری تھا۔ چنانچہ خود حضرت مسیح موعودؑ کی اس بارہ میں عبارت ذیل سبق آموز ہے:۔

"اگر تمام خلفاء کو نبی کے نام سے پکارا جاتا۔ تو امر ختم نبوت مشتبہ ہو جاتا۔ اور اگر کسی ایک فرد کو بھی نبی کے نام سے نہ پکارا جاتا۔ تو عدم مشابہت کا اعتراض باقی رہ جاتا۔ کیونکہ موسیٰؑ کے خلفاء نبی ہیں۔ اس لئے حکمت الہیہ نے یہ تقاضا کیا۔ کہ پہلے بہت سے خلفاء کو برعایت ختم نبوت بھیجا جائے اور اُن کا نام نبی نہ رکھا جائے۔ اور یہ مرتبہ اُن کو نہ دیا جائے تاکہ ختم نبوت پر یہ نشان ہو۔ پھر آخری خلیفہ یعنی مسیح موعودؑ کو نبی کے نام سے پکارا جائے۔ تا خلافت کے امر میں دونوں سلسلوں کو مشابہت ہو جائے"۔

(تذکرۃ الشہادتین صفحہ ۴۳)

حضرت مسیح موعودؑ کی تحریر بعنوان "ایک غلطی کا ازالہ"

سے تو وہ شخص ایک حد تک معذور بھی سمجھا گیا۔ کہ اس انکار کی یہ وجہ ہوئی۔ کہ اس نے نہ کتابوں کا بغور مطالعہ کیا۔ اور نہ ہی حضرت اقدسؑ کی صحبت میں رہ کر دلائل سے پوری واقفیت حاصل کی۔ مگر اب تو یہ حال ہے۔ کہ باوجود کتابوں سے پوری واقفیت رکھنے کے۔ باوجود حضرت صاحبؑ کی صحبت میں رہ کر دعویٰ و دلائل سے نہ صرف واقفیت رکھنے کے بلکہ اس کو اپنی تحریروں اور متعدد مضامین میں علی الاعلان شائع کرنے کے آج صریحاً اس سے انکار کیا جاتا ہے۔ اور معتقدین نبوت مسیح موعودؑ کے مقابل ایسے پیرایہ میں مضامین لکھے جاتے ہیں۔ گویا کہ وہ خود اس کوچہ سے کبھی آشنا ہی نہ تھے۔ (باقی دارد)

(منشی عبدالحکیم ایبٹ آباد)

غیر احمدی مشن

مولوی ثناء اللہ امرتسری کی کذب بیانی

مولوی ثناء اللہ صاحب نے "اہلحدیث" کی ایک گذشتہ اشاعت میں "مرزا صاحب قادیانی کا فلسفہ اخلاق" کے عنوان سے ایک مقالہ سپردِ قلم کیا ہے۔ جس میں اپنی فطرت سے مجبور ہو کر سراسر کذب بیانی اور افترا پردازی سے کام لیتے ہوئے انہوں نے بیان کیا ہے۔ کہ حضرت مرزا صاحبؑ نے گذشتہ تمام معلمینِ اخلاق کے خلاف اپنے جدید فلسفۂ اخلاق کے ذریعے دنیا کو یہ ایک نرالا سبق سکھلایا ہے۔ کہ کبھی کھلنے کو کانا۔ اور اندھے کو اندھا اور حرامی کو حرامی کہدینا اخلاقِ فاضلہ کے خلاف نہیں ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں:۔

"معلمینِ اخلاق نے بالاتفاق اس سے منع کیا ہے کہ کسی کی عیب جوئی یا بُرائی کا اظہار کیا جائے۔ بلکہ جہاں تک ہو۔ پردہ پوشی سے کام لیا جائے۔ یہ ہے کمالِ اخلاق۔ لیکن مرزا صاحب کا فلسفۂ اخلاق

Digitized by Khilafat Library Rabwah

برُ ... قرار دیکر دنیا کے اسلام پر
کر... فرمایا ہے۔ کیونکہ ... انہیں قرآنی
...اظ کو اپنی نادانی سے دشنام دہی
پاک کو مورد الزام ٹھہراتے تھے۔ تب
...ے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہی اس
... دنیا پر ظاہر فرمایا۔ کہ قرآن کے سخت الفاظ اظہا
...قت کے طور پر ہیں۔ نہ کہ دشنام دہی کے ذیل میں۔
...ور آپ نے فرمایا۔ کہ یہ اظہارِ حقیقت عین اپنے
محل پر چسپاں ہے نہ کہ بے محل اور بے موقع۔ اور
...پ نے فرمایا۔ کہ ہر وہ اظہارِ حقیقت جو اپنے محل کے
مطابق ہو۔ اخلاقِ فاضلہ کے خلاف قرار نہیں دیا جا
سکتا۔ کیونکہ بعض موقعوں پر اظہارِ حقیقت بھی ضروری
ہوتا ہے۔ جس طرح حاکم وقت ایک ملزم کو فاسق۔
فاجر۔ یا چور اور ڈاکو کہنے میں بکلی طور پر حق بجانب ہوگا
اور کوئی بھی شخص یہ کہنے کا حق نہیں رکھے گا۔ کہ اس
حاکم نے ملزم کو فاسق فاجر قرار دے کر بد اخلاقی دکھائی
ہے۔ بلکہ ہر کوئی اس کی تعریف کریگا۔ کیونکہ اس نے
اپنے ...ع پر اظہارِ حقیقت کیا۔ اسی طرح قرآن مجید
میں بھی بعض سخت الفاظ صرف اظہارِ واقعہ کے طور
پر آئے ہیں۔ نہ کہ دشنام دہی کے طور پر۔ اور یقیناً یہ
وہ نرالا اور عجیب فلسفہ اخلاق ہے۔ جس سے دنیا
کے کان بکلی طور پر نا آشنا تھے۔ اور یہی وہ فلسفہ اخلاق
ہے۔ جس سے قرآن کی اُس کی اصل شان دنیا پر ظہور
پذیر ہو... مگر افسوس۔ ایسے نکتہ عظیمہ کو اپنی نادانی
سے قابلِ اعتراض قرار دیکر اور خود اپنی طرف سے ایک
نہایت بے ہودہ بات حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی
طرف منسوب کرکے مولوی ثناءاللہ صاحب نے نہایت
افسوسناک حرکت کی ہے۔ خدا انہیں سمجھ عطا فرمائے۔

(خاکسار محمد یعقوب (مولوی فاضل) قادیان)

چودھویں صدی کی یہودی: یہ وہ لاجواب رسالہ ہے جس میں مولوی
ثناءاللہ کا اپنے یہودی۔ عیسائی اور آریہ ہونیکا دستخطی اقرار نقل
کرکے حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت کا ایک ثبوت دیا گیا ہے۔ کہ
کہ امرتسری اسکے جواب سے اب تک عاجز ہے۔ ۲ر کے ٹکٹ بھیجکر دفتر
فاروق سے طلب کریں۔ (منیجر فاروق)

دیانندی م...

اسلام اور آریہ سماج

(۵)

اسلامی تعلیم

اب آریہ مذہب کے اس عقیدہ باطلہ کے مقابلہ میں کہ روح و مادہ خدا کی پیدا کی ہوئی نہیں۔ بلکہ خود بخود ازلی ہیں اسلام اپنے متبعین کو جو تعلیم سکھاتا ہے۔ وہ ایسی لطیف اور دلکش تعلیم ہے۔ کہ عقل انسانی اسے سنتے ہی فوراً قبول کرنے پر آمادہ اور رطب اللسان ہو جاتی ہے اور وہ بخوبی سمجھ جاتی ہے۔ کہ صرف یہی وہ تعلیم ہے جس سے خدائے قدوس کے حقیقی عظمت و شان کا اظہار ہوتا ہے۔ چنانچہ اسلام اللہ تعالیٰ کی توحید اور اسکی صفات کاملہ کا اظہار کرکے ازلیت روح و مادہ کی تردید کے لئے لوگوں سے فرماتا ہے۔ قل اللّٰہ خالق کل شیٔ وھو الواحد القھار یعنی اے لوگو۔ دنیا میں تم اعلان کردو۔ کہ صرف خدا ہی تمام چیزوں کو پیدا کرنے والا ہے۔ اور وہ اکیلا خدا ہے۔ اور اس کا تمام چیزوں پر غلبہ اور تصرّف ہے۔ اب اسلام ہمیں یہ سکھاتا ہے۔ کہ اگر خدا کی ذات کے متعلق یہ تجویز کر لیا جائے۔ کہ وہ روح اور مادہ اور دوسرے ذراتِ اجسام کا پیدا کرنے والا نہیں۔ بلکہ یہ دونوں خدا کی مانند ازلی اور انادی ہیں۔ تو اس عقیدہ سے خدا کی توحید ثابت نہیں ہو سکتی۔ بلکہ لازم آئے گا۔ کہ روح و مادہ اپنے ازلی ہونے میں اور کسی کی مخلوق نہ ہونے میں خدا کے شریک اور مساوی ہوں۔ کیونکہ جب پرمیشر بھی ہمیشہ سے ہے۔ اور ایسا ہی روح و مادہ بھی ازل سے۔ اور جبکہ پرمیشور کو بھی کسی نے پیدا نہیں کیا۔ اور ایسا ہی روح و مادہ کو بھی کسی نے پیدا نہیں ... ان دونوں امور میں روح و مادہ خدا کے ... ٹھہرے۔ اور ان کا شریک ہونا اللہ تعالیٰ ... توحید اور اس کی وحدانیت کے صریح منافی ... پس قرآنِ مجید اپنے اس دعویٰ کی خدا ہی تمام چیزوں کو پیدا کرنے والا ہے۔ یہ دلیل دیتا ہے۔ کہ وہ واحد ہے۔ اور اسکی توحید صرف اسی صورت میں ثابت ہو سکتی ہے۔ کہ جب کوئی بھی چیز اس کے پیدا کرنے سے باہر نہ ہو۔ اور وہ اکیلا ہی تمام چیزوں کا خالق و مالک ہو۔

پھر قرآنِ مجید خدا کی خالقیت کا ایک اور ثبوت لفظ قہار میں بیان فرماتا ہے۔ یعنی ہر ایک چیز پر اس کا کامل غلبہ اور پورا تصرّف ہے۔ اور یہ تصرف اور غلبہ بھی اسی امر کو ثابت کر رہا ہے۔ کہ وہ ان کو پیدا کرنے والا ہے۔ کیونکہ اگر پرمیشور نے روح و مادہ کو پیدا ہی نہیں کیا۔ تو روح و مادہ پر اس کے غلبہ اور تصرّف کی ہمیں کوئی بھی وجہ نظر نہیں آتی۔ دیکھو عام طور پر دنیا میں ایک شخص کا کسی دوسری چیز پر تین طریق سے غلبہ ہوتا ہے۔ اوّل یہ کہ وہ چیز اسے ورثہ میں ملے۔ دوسرے یہ کہ وہ چیز کسی سے چھین جھپٹ کر اپنے قبضہ میں کر لے۔ اور تیسری وجہ یہ کہ خود انسان اُس چیز کا بنانے والا ہو۔ اور اس طرح اسکی مالکیت کا وہ حق رکھتا ہو۔ اب ان ہر سہ وجوہاتِ تصرّف میں سے خدا کے متعلق سوائے اس کے کوئی بھی تجویز نہیں کر سکتے۔ کہ وہ چونکہ روح و مادہ کا پیدا کرنیوالا ہے۔ اسی لئے اُن پر غالب اور حکمران ہے۔ اور وہ روحیں تبھی اس کی محکوم اور ماتحت ہیں۔ پس اسلام خدا کو تمام اشیاء کا خالق و مالک ثابت کرتا ہے۔ اور اس کے ثبوت میں خدا کی وحدانیت اور اسکی قہاریت کو بطور دلیل و برہان پیش فرماتا ہے۔

پھر علیحدہ بھی اسلام رُوح کی پیدائش کا سوال اُٹھاتے ہوئے فرماتا ہے۔ ویسئلونک عن الروح قل الروح من امر ربی وما اوتیتم من العلم الا قلیلا۔ یعنی ایک زمانہ ایسا آنے والا ہے۔ جب کہ لوگ روح کی کیفیات کے متعلق بہت کچھ سوال

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کیا کریں گے۔ کہ آیا وہ قدیم ہے یا کہ حادث۔ ...
کہتا ہے۔ کہ تم ایسے لوگوں سے کہدو۔ کہ روح ...
رب کے حکم سے پیدا ہوئی۔ اور اسے سوال کہو ...
تمہیں جو علم دیا گیا ہے وہ بہت تھوڑا اور ناقص ...
اب اس جگہ بھی اسلام بڑے زور سے دعویٰ کرتا ہے ...
کہ روحیں اناوی نہیں ہیں۔ بلکہ وہ خدا کے امر سے پیدا ہونے کے باعث حادث اور مخلوق ہیں۔ اور پھر دلیل یہ بیان فرمائی۔ کہ اگر روح بھی پرمیشر کی طرح ازلی اور اناوی ہوتی۔ تو چاہیئے تھا۔ کہ اس کے اور پرمیشر کے علم میں کوئی بھی فرق اور امتیاز نہ ہوتا۔ مگر جب ہم غور کرتے ہیں۔ تو معلوم ہوتا ہے۔ کہ خدا کا علم تو کامل و مکمل ہے۔ مگر روح کا علم ناقص و محدود۔ پس روح کے علم کا پرمیشر کے علم کے مقابلہ میں ناقص و ناتمام ہونا اس امر کو ثابت کر رہا ہے۔ کہ روح خدا کی طرح ازل سے نہیں۔ بلکہ اس کی مخلوق اور پیدا کردہ چیز ہے۔ ورنہ ان دونوں کے علم میں قطعاً کوئی فرق نہ ہوتا۔ کیونکہ وہ دونوں ازل سے بغیر کسی امتیاز اور فرق کے موجود تھے۔

پس اسلام روحوں کے حادث ہونے پر ایمان رکھنے کو ضروری قرار دیتا ہے۔ اور اگر غور کرو۔ تو پتہ لگیگا کہ روحیں فطرتی طور پر اپنی مخلوقیت کا علم رکھتی ہیں۔ چنانچہ ایک جنگلی اور وحشی آدمی کی روح بھی کبھی اس بات پر راضی نہیں ہو سکتی۔ کہ وہ خود بخود ہے۔ بلکہ صاف طور پر وہ اپنے پیدا کنندہ کی قائل ہوتی ہے۔ اور یہی وہ فطرت کی آواز ہے۔ جس کی طرف اشارہ اس آیت کریمہ میں موجود ہے کہ الست بربکم۔ قالوا بلیٰ۔ یعنی روحوں سے میں نے سوال کیا۔ کہ کیا میں تمہارا پیدا کنندہ نہیں۔ انہوں نے جواب دیا۔ کہ کیوں نہیں۔ یہ سوال و جواب درحقیقت اس تعلق کی طرف اشارہ ہے۔ جو مخلوق کو اپنے خالق سے قدرتی طور پر متحقق ہے۔ اور جس کی شہادت روحوں کی فطرتوں میں منقوش ہے۔

پس اسلام ایسی سچی تعلیم لوگوں کے سامنے پیش کرتا ہے جو خدا کی شان و عظمت کے شایاں اور اسکی صفات کاملہ کے عین مطابق ہے۔ وگرنہ ازلیت روح و مادہ ...

... سے توحید خدا کی توحید اور خدا کی عظمت ...
... اور خدا کے علم اور خدا کے معبود ...
... ایسے سخت الزامات عائد ہوتے ہیں۔ کہ جن سے ...
... ہی درہم برہم ہوجاتی ہے۔

... سماج اور اسلام کا اگر مقابلہ کرنا چاہو۔ تو ...
... دہ لے لو۔ اسپر غور کرنے سے پتہ لگ سکتا ہے۔
... کیسی تاریکیوں میں مبتلا اور کیسے اندھیروں میں بھٹک رہا ہے۔ مگر خدا کا ہزار ہزار احسان ہے۔ کہ اس نے اسلام کی روشنی میں ہماری رہنمائی فرمائی۔ اور ایسے فاسد عقائد سے ہمیں محفوظ رکھا۔ پس آریہ ویر کے ناواقف نامہ نگار کو غور کرنا چاہیئے۔ کہ اس عقیدہ میں اسکا آریہ مذہب افضل ٹھہرا یا اسلام۔ پھر وہ کس خیال کے ماتحت آریہ مذہب کا دلدادہ بنا ہوا ہے۔ (باقی دارد) (محمد یعقوب مولوی فاضل قادیان)

بہرے سننے لگے

جو لوگ بہرہ پن۔ دماغ میں آوازیں یا زکام کے مریض ہوں۔ انہیں اورل ہربپ کمپاؤنڈ کا استعمال نہایت ضروری ہے۔ اس پرانی طرز کی جڑی بوٹیوں سے مرکب دوا سے بے شمار ایسے مریضوں کو جو عرصہ سے امراض بالا میں مبتلا تھے۔ اور جن میں سے اکثر کو ناقابل علاج سمجھا گیا تھا۔ کافی طور سے افاقہ ہو گیا ہے۔ ایک ڈاکٹر صاحب لکھتے ہیں۔ کہ "میں اکثر اوقات اپنے مریضوں کو "اورل ہربپ کمپاؤنڈ" کا استعمال کراتا ہوں۔ اور ہمیشہ اس دوا کے نتائج کو اطمینان بخش پاتا ہوں۔ قیمت فی بکس صرف تین روپے محصولڈاک معاف۔ دوا کے متعلق مفصل لٹریچر مفت۔

ملنے کا پتہ

اورل میڈیکیشن کمپنی ۱۶۰ برک بیک روڈ بیکن ہیم انگلستان

Aural Medication Co:
160 Birkbeck Road
Beckenham
England.

طاقت کے ...

اگر آپ چاہتے ہیں کہ ارمانوں کا ...
ہو۔ دماغ میں مسرت ہو۔ طبیعت میں جو ...
خوش رنگ ہو۔ معدہ مقوی ہو۔ جسم میں ...
گھر کا چراغ روشن ہو۔ تو آج ہی

کنگ آف ٹانکس

جو کہ سونا کستوری اور ... جیسی کئی ایک ادویہ کا مرکب ...
ہے استعمال کریں۔

قیمت ۴۰ گولی سات روپے۔ ۲۰ گولی چار روپے
معہ محصول ڈاک۔

شربت فولاد

شربت فولاد:۔ جو کہ فولاد۔ کچلا۔ سنکھیا اور دیگر بہت سی ادویہ کا ایک لذیذ اور خوشگوار شربت ہے۔
شربت فولاد:۔ عورتوں کی خاص بیماریوں مثلاً ... کمزوری۔ رنگ کا زرد پڑ جانا اور ہسٹریا کے لئے ازحد مفید ہے۔
شربت فولاد:۔ مرض اٹھرا کا بہت بڑا دشمن ہے۔
شربت فولاد:۔ ایام حمل میں استعمال کرنے سے بچہ تندرست اور مضبوط پیدا ہوتا ہے۔
شربت فولاد:۔ کے میٹھا ہونے سے ... شوق سے استعمال کرتی ہے۔
شربت فولاد:۔ کا ایک چھوٹا سا چمچہ دن میں تین ... بعد غذا استعمال کریں۔
شربت فولاد:۔ کی ساٹھ خوراکوں کی قیمت صرف ... روپے۔ محصول ڈاک ۸ر۔

تیار کردہ

فیض عام میڈیکل ہال قادیان پنجاب

نوٹ:۔ فرمائش کے ساتھ اخبار کا حوالہ ضروری ہے۔